قرآنی دعائیں گہرے مضامین اور لطیف و دلکش نظارے سمیٹے ہوئے ہیں

واجب الاحترام لوگوں کا جو فیصلہ سمجھ نہ آئے ادب کا تقاضا یہ ہے کہ اعتراض کرنے کی بجائے دعا اور استغفار سے کام لے

روزنامہ
الفضل
فون ۴۴۹
ایڈیٹر نسیم سیفی
خطبہ نمبر ۲۴
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۴۱/۷۶ | اتوار ۱۱۔ ذیقعدہ ۱۴۱۱ھ، ۲۶ ہجرت ۱۳۷۰ ہش، ۲۶ مئی ۱۹۹۱ء | نمبر ۱۱۸

عبادت کرنے والوں کو تکبّر سے باز رکھنے اور خدا کی خوشخبریاں پانے کیلئے انکسار سے اللہ کے حضور دعائیں کرنے کیطرف توجہ دلائی گئی ہے

نائیجیریا، غانا اور سیرالیون میں آئے ہوئے لائبیریا کے مہاجرین کی امداد کی اپیل

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ بتاریخ ۲۶ شہادت ۱۳۷۰ ہش (۲۶ اپریل ۱۹۹۱ء) بمقام بیت الفضل۔ لندن

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اللہ کی راہ کے مسافروں کا سب سے بڑا سہارا۔ دعا

"گذشتہ دو جمعوں سے یہ مضمون چل رہا ہے۔ کہ خدا کی راہوں پر قدم مارنے والے اللہ تعالیٰ کی راہ کے مسافر رستے کی صعوبتوں اور مشکلات کو کیسے برداشت کرتے ہیں اور کس طرح ان تکالیف پر غالب آتے ہیں جو خدا کی راہ میں چلنے والوں کو پہنچتی ہیں۔ قرآن کریم اس کا جواب ہمیں یہ سمجھاتا ہے کہ یہ معجزہ دعا کے ذریعہ ظہور ہوتا ہے۔ ورنہ انسان کے اپنے بس میں نہیں کہ خدا کی راہ پر چلتے ہوئے اس کی تکالیف کو صبر اور رضا کے ساتھ کلیتہً برداشت کر سکے اور پھر بجائے مشکلات سے مغلوب ہونے کے غالب بن کر ابھرے۔ پس یہ دو اکٹھی باتیں ہیں جو دعاؤں کا پھل ہیں۔ صرف انبیاء ہی کی نہیں بلکہ دیگر انعام یافتہ لوگوں کی دعاؤں میں سے ان دعاؤں کو قرآن کریم میں محفوظ فرما دیا۔ جو اللہ تعالیٰ کو پسند آئیں۔ اور جن کو امت محمدیہ کے لئے بطور نمونہ محفوظ رکھا گیا۔ ایسی ایسی پرانی قدیم دعائیں ہیں اور ایسے ایسے وقت میں ہوئیں جبکہ کوئی ان کا گواہ موجود نہیں تھا۔

ایک ابراہیمؑ تھے اور ایک ان کا بیٹا اور ایسی بھی دعائیں تھیں جبکہ بیٹا بھی نہیں تھا۔ اکیلے ابراہیمؑ جنگل بیابان میں دعائیں کر رہے ہیں۔ وہ دعائیں بظاہر ہمیشہ کے لئے فضاؤں میں کھوئی گئیں اور ان کا کوئی وجود باقی نہیں رہا۔ کتنی مدت کے بعد؟ ہزاروں سال بعد حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دل پر وہ دعائیں الہام کی گئیں اور آپؐ کو بتایا گیا کہ میرے بندے ابراہیمؑ نے اس طرح لق و دق صحراء میں یہ دعائیں کی تھیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ دعائیں بہت ہی قیمتی خزانے ہیں اور جن لوگوں کے لئے ان دعاؤں کو محفوظ کیا گیا اگر وہ ان سے فائدہ نہ اٹھائیں تو کتنی بد نصیبی ہوگی۔ پس دنیا کے خزانوں کے پیچھے تو لوگ بہت محنت کرتے ہیں مگر وہ خزانے جو قرآن میں مدفون ہیں ان پر سے سرسری نظر سے گذر جاتے ہیں حالانکہ اگر ان میں ڈوب کر دیکھیں تو جو چیزیں بظاہر دلچسپی کا موجب نہ بھی دکھائی دیتی ہوں غور کرنے کے بعد ان میں سے نئی نئی لذت کے مضامین نکلتے ہیں اور انسان کے دل پر قبضہ کر لیتے ہیں۔

اب اس سلسلے میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے والوں کی یہ دعائیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو قرآن کریم نے سورۃ یونس آیت ۸۶-۸۷ میں بیان فرمائی ہے (—) حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب اپنی قوم سے کہا کہ تم خدا پہ ایمان لے آؤ تو ان میں سے جو ایمان لے آئے ان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (—) (پس انہوں نے کہا ہم اللہ پر ہی توکل کرتے ہیں) اس موسیٰؑ پر ایمان لانا تو بہت مشکل ہے اور تھا بھی وہ فرعون کا زمانہ اور ایسا جابر فرعون کہ جس کا ذکر بحیثیت ایک جابر فرعون کے تاریخ میں محفوظ ہے اور خود وہ اپنے جبر کا احساس رکھتا تھا۔ وہ یہ سمجھتا تھا کہ میرے سوا عبادت کے لائق کوئی چیز ہی نہیں ہے۔ اس وقت حضرت موسیٰؑ کی آواز پر یہ کہہ دینا کہ ہم ایمان لے آئے ہیں۔ بہت بڑا دعویٰ ہوتا اور یہ ایک ایسا دعویٰ ہے جیسے کوئی یہ کہے کہ ہم اس دنیا سے کلیتہً مر مٹنے کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔ پس اس لئے انہوں نے آغاز ہی میں یہ کہا۔ (پس انہوں نے کہا ہم اللہ پر ہی۔ توکل کرتے ہیں) مشکل کام ہے لیکن جس خدا پر توکل کر کے ہم آگے بڑھ رہے ہیں وہ بچانے والا بھی ہے۔ وہ ہر ظالم کے اوپر غالب آ سکتا ہے۔ ہر جابر سے بڑھ کر طاقتور ہے (—) اے خدا ہمیں ظالموں کی قوم کے لئے فتنہ نہ بنانا۔

فتنہ کے دوہرے معنے

یہاں فتنہ کا مضمون بہت دلچسپ رنگ میں دوہرے معنے میں استعمال ہوا ہے۔ قرآن کریم میں فتنہ دین کے زبردستی بدلنے کو بھی کہتے ہیں۔ قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ اگر جبر کے ذریعہ تکلیفیں دے کر کسی کو اس کا دین بدلنے پر مجبور کیا جائے تو اس کو فتنہ کہا جاتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ (—) اس وقت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا یہانتک کہ جب دنیا سے فتنہ اٹھ جائے (—) اور دین بالآخر اللہ ہی کے لئے ہو جائے۔ کسی جبر اور زور کا محتاج نہ رہے۔ دین آزاد ہو جائے تو (اے خدا ہمیں ظالموں کی قوم کے لئے فتنہ نہ بنانا) میں ایک مطلب یہ ہے کہ اے خدا ہمیں ان کا تختۂ مشق نہ بنا۔ وہ جبر اور ظلم اور تعدی کے ذریعے دنیا میں اپنا دین پھیلانا چاہتے ہیں اور دین حق کو مٹانا چاہتے ہیں۔ پس ان معنوں میں ہمیں فتنہ نہ بنا کہ ہم ان کے تختۂ مشق بن جائیں اور وہ ہم پر آزمائشیں کرتے پھریں۔

فتنہ کا دوسرا مطلب ہے: ٹھوکر کا موجب نہ بنا۔ کیونکہ فتنہ کا ایک مطلب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"ٹھوکر" ہے۔ پس اے خدا! جب ہم نے دین کو قبول کر لیا ہے تو ایسی کمزوریاں ہم میں نہ ہوں جن کو دیکھ کر وہ کہیں کہ دیکھو جی! یہ (ایمان والے) ہیں۔ یہ یہ غلطیاں ان سے سرزد ہوتی ہیں۔ لوگوں کو پاک کرنے والے ہیں۔ آپ اتنے گناہوں میں ملوث ہیں۔ پس ہر قسم کی غلطیوں سے پاک کرنے کی دعا بھی اسی کے اندر داخل ہو گئی۔

پھر فتنہ کے دونوں معنوں کا ایک ملاپ بھی اس کے اندر شامل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اے خدا! اگر تو نے ہمیں ان کے ظلم کا نشانہ بننے دیا تو ظالم لوگ یہ سمجھیں گے کہ ان کا خدا نہیں ہے۔ ان کا کوئی بھی نہیں ہے۔ ٹھوکر کا مضمون اور ظلم و ستم کا مضمون یہاں اکٹھا ہو گیا۔ پس جماعت احمدیہ کے لئے یہ دعا بہت ہی موزوں اور برمحل دعا ہے اور خاص طور پر یہ جو ابتلاء کا دور ہے اس میں اس تمام وسعت کے ساتھ پیش نظر رکھتے ہوئے خدا کے حضور مانگنا چاہئے اور اس مضمون میں اگر آپ اپنے مظلوم احمدی بھائیوں کے حالات کو پیش نظر رکھ لیں یا ان تکالیف کو جن میں سے آپ گذرے ہیں، مختلف جگہ پر مختلف نوعیت کے جو روزمرہ ظلم ہو رہے ہیں ان کو ذہن میں دہرا لیا کریں تو اس دعا میں بہت درد پیدا ہو جائے گا اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں کے متعلق جب آپ یہ سوچیں کہ کتنے عظیم لوگ تھے۔ کتنے کمزور تھے۔ کتنے خطرناک جابر سے ان کا مقابلہ تھا لیکن بات ہی اس سے شروع کی (—) ہم اللہ پر توکل کرتے ہوئے اب آگے بڑھ رہے ہیں، تو توکل کے مضمون کو کبھی نہ بھلائیں تو دیکھیں اس دعا میں کیسی زندگی پیدا ہو جاتی ہے۔ ہزار ہا سال کی یہ دعا مر نہیں سکتی۔ زندہ دعا ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گی۔ پھر عرض کرتے ہیں (—) اور ہمیں کافروں کی قوم سے اپنی رحمت کے ذریعے نجات بخش۔

یہاں نجات بخشنے کا جو مضمون ہے یہ غالباً ہجرت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہجرت کا حکم ہو چکا تھا اور فرعون ہجرت میں مانع تھا۔ پس (ہمیں نجات دے) سے مراد یہاں ہجرت ہے کیونکہ جب حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آخر حضرت شعیبؑ کے پاس پہنچے اور وہاں پناہ لی تو انہوں نے اسی لفظ کے ساتھ آپ کو خوشخبری دی کہ تو ظالموں کی قوم سے نجات پا چکا ہے۔ پس کامیاب ہجرت یہاں مراد ہے تو یہ کہا کہ اے خدا! ان میں ہوتے ہوئے بھی ہمیں ان کے ظلم و ستم سے بچا اور پھر اپنے فضل سے ہمیں ان لوگوں سے کامیاب ہجرت کرنے کی توفیق عطا فرما۔

حضرت موسیٰؑ کی دعا

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ دعا بھی ریکارڈ کی گئی (یونس: ۸۹) بالعموم انبیاء کی طرف بد دعائیں منسوب نہیں ہوتیں لیکن اگر آپ دو یا تین جگہ جہاں بد دعائیں مذکور ہیں ان کا بغور مطالعہ کریں تو بد دعا کرنے کی حکمت اور اس کا جواز بھی وہیں موجود ہو گا۔ اور مضمون بہت اچھی طرح کھل جاتا ہے۔ قرآن کریم ایک ایسی کامل کتاب ہے کہ شبہ کا کوئی پہلو باقی نہیں رہنے دیتی۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب دیکھا کہ قوم بار بار انکار کر رہی ہے۔ اور ہر عذاب کے بعد وقتی طور پر توبہ کرتی ہے اور پھر دوبارہ انکار کر دیتی ہے تو یہ دعا کی (اے ہمارے رب ان کے اموال برباد کر دے) اے خدا جو قوم اموال کے تکبر میں مبتلا ہو وہ تو ایمان لا ہی نہیں سکتی۔ مالداروں کا اپنا ایک نفسیاتی رنگ ہوا کرتا ہے۔ اور اپنے سے غریب لوگوں کو ہمیشہ وہ تذلیل اور تحقیر کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ تو حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کا نفسیاتی مطالعہ کیا ہے اور یہ نتیجہ نکالا کہ عذاب تو آئے ہیں جیسا کہ خدا نے فرمایا۔ بار بار نشان دکھائے گئے اور اللہ تعالیٰ کی باتیں پوری ہوئیں لیکن پھر آخر یہ کیوں پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ اور بظاہر ایمان لا کر پھر قدم پیچھے کی طرف ہٹا لیتے ہیں تو یہ سوچتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے سوچا کہ اموال کا تکبر ان کو برباد کر رہا ہے (—) ان کے اموال پر حملہ کر ان کے اموال برباد کر دے (ان کے دلوں پر سختی کر) اور دلوں میں جو انانیت پیدا ہو گئی ہے، اس کی وجہ سے ان کے دلوں پر سختی کر۔ ایسا عذاب ڈال جس سے دل نرم پڑ جائیں (—) یہ ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک دردناک عذاب کا منہ نہ دیکھیں۔

اب یہ باتیں اللہ تعالیٰ کو بھی معلوم تھیں۔ حضرت موسیٰؑ نے کوئی نئی بات تو نہیں نکالی اس کے باوجود خدا تعالیٰ کیوں ان لوگوں کو توفیق عطا فرما رہا تھا۔ اس لئے کہ وہ ایمان لانے کے اہل نہیں رہے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ جب دعاؤں کو قبول کرتا ہے تو دعا اور قبولیت دعا کے دوران ایک بہت ہی گہرا لطیف رشتہ ہوتا ہے جو سطحی مطالعہ سے نظر نہیں آتا مگر اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندوں سے ایسے لطائف کرتا رہتا ہے اور یہ مضمون قرآن کریم کی دعاؤں اور استجابت دعا کے مضمون میں بہت ہی دلچسپ رنگ میں محفوظ فرمایا گیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے یہ کہا کہ جب عذاب الیم دیکھ لیں گے۔

پھر یہ توبہ کریں گے۔ خدا نے کہا۔ ہاں ہمیں علم ہے کہ کس حد تک عذاب الیم دیکھیں گے تو توبہ کریں گے لیکن دعا قبول کر لی اور بعد میں فرمایا کہ جب ہم فرعون کو غرق کرنے لگے تو اس وقت اس نے کہا: (—) اس فرعون نے اس وقت پکارا کہ اب میں ایمان لایا ہوں (—) اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ جس پر بنو اسرائیل ایمان لے آئے ہیں۔ اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے یہ دیا (—) اب ایمان لاتا ہے جبکہ اس سے پہلے تو انکار کر چکا تھا تو مراد یہ ہے کہ انبیاء کی فراست بھی درست۔ وہ یہ صحیح نتیجہ نکالتے ہیں کہ ابھی اور شدت عذاب میں چاہئے۔ اس کے بغیر یہ مانیں گے نہیں مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ بعض لوگ گناہ میں اتنا بڑھ جاتے ہیں کہ جس قسم کا عذاب ان کو منواتا ہے وہ عذاب اس وقت آتا ہے جبکہ حجت تمام ہو چکی ہوتی ہے اور پھر ایمان لانا بیکار ہو جاتا ہے۔ اب دیکھ لو تمہاری دعائیں سن کر ہم نے فرعون کو اس حد تک عذاب دے دیا کہ جس کے نتیجے میں بالآخر اس کا سر جھکا لیکن خدا نے یہ کہا کہ اب تو تیری روح کے بچنے کا کوئی وقت نہیں رہا، چونکہ جب تک تیری روح خطرے میں تھی تو نے اس وقت تک تو موسیٰؑ اور موسیٰؑ کے رب کو قبول نہیں کیا۔ اب بدن کا خطرہ ہے تو اب تو کہتا ہے کہ مجھے بچا لے۔ تو فرماتا ہے کہ (تیرے بدن کو ہم نجات دیں گے) ٹھیک ہے۔ اب روح کے بچنے کا تو وقت نہیں رہا لیکن تیرے بدن کے بچانے کا وقت ہے۔ ہم تیرے بدن کو بچا لیں گے اور وہ اس لئے بچائیں گے تاکہ آئندہ نسلوں کے لئے یہ عبرت کا نشان بن جائے۔

حضرت موسیٰؑ کی دعا کے نتیجے میں پیش آنے والے اس واقعہ سے متعلق تاریخ میں بہت سا ابہام موجود ہے۔ بالعموم تمام مسلمان یہ یقین رکھتے ہیں۔ کہ فرعون وہیں اس وقت غرق ہو گیا تھا اور بچا نہیں بلکہ صرف اس کا جسم بچا تھا۔ اور تاریخ سے جہاں تک میں نے چھان بین کی ہے ایسی قطعی کوئی شہادت نہیں مل سکی کہ یہ فرعون جس کا ذکر چل رہا ہے یہ غرق ہو گیا تھا۔ کیونکہ جو ممی (MUMMY) ملی ہے وہ ہے تو اسی فرعون کی۔ اس کے ساتھ ایسا واقعہ تو ضرور پیش آیا ہے مگر یہ قطعی شہادت نہیں ہے کہ وہ غرق ہو کر مرا تھا۔ اس لئے آئندہ مزید تحقیق ہمیں بتائے گی کہ اصل واقعہ کیا ہوا۔ پھر اس آیت کی صحیح تفسیر ہمارے سامنے آئے گی کہ (ہم تیرے بدن کو نجات دیں گے) سے کیا خدا تعالیٰ کی یہ مراد تھی کہ ہم تیرے بدن کو آج بچائیں گے۔ تیری روح پھر بھی نہیں بچے گی۔ تو پھر واپس لوٹے گا اور تیرا یہ بدن دنیا کے لئے آئندہ عبرت کے لئے محفوظ کیا جائے گا اور دوسرا معنی یہ ہے کہ ہم تجھے غرق تو کر دیں گے لیکن تیری لاش کو بچائیں گے اور تیری لاش بعد میں دنیا کے لئے عبرت کا نشان بنے گی تو دونوں صورتوں میں یہ بہت ہی عظیم الشان معجزہ ہے لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے، ابھی اس کا ایک پہلو تشنہ تحقیق ہے۔

اصل اہمیت بندے کے ساتھ اللہ کے سلوک کو ہے

پس دعائیں کرتے وقت یہ احتیاط ضرور کرنی چاہئے کہ اپنی طرف سے دعاؤں میں ایسی ہوشیاریاں یا چالاکیاں نہ کریں کہ بعد میں جب دعا قبول ہو تو پتہ لگے کہ او ہو! یہ تو ہماری دعا کے نتیجے میں ایسی بات ہو گئی۔ ایسے دلچسپ واقعات ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو دراصل بڑے پیارے اور لطیف انداز میں اپنے قرب کے نشان دیتا ہے۔ بعض دفعہ تھوڑی تھوڑی سزائیں بھی ساتھ چل رہی ہوتی ہیں۔

بعض لوگ بڑے معجزے دیکھنا چاہتے ہیں جو ظاہری اور عددی معجزے ہوں کہ جی فلاں شخص نے خواب میں دیکھا ہے کہ فلاں تاریخ کو یہ واقعہ ہو جائے گا اور یہ ہو گیا۔ یہ سطحی چیزیں ہیں۔ اصل جو زندہ معجزہ ہے وہ خدا کا بندے کے ساتھ ایسا باریک سلوک ہے جو زندگی میں اس کے ساتھ ہوتا رہتا ہے۔ ایسے لطیف اشارے اسے ملتے رہتے ہیں جس کے نتیجے میں دل کی گہرائیوں میں یہ بات جاگزیں ہو جاتی ہے کہ میرا اور اللہ کا ایک معاملہ ہے جو چل رہا ہے۔

اوپر بھی پانی نیچے بھی پانی

حضرت منشی اروڑے خاں والا واقعہ آپ نے بارہا سنا ہے۔ وہ اسی مضمون سے تعلق رکھتا ہے حضرت منشی ظفر احمد صاحب اور حضرت منشی اروڑے خاں، حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) سے ایک دفعہ رخصت ہو رہے تھے۔ جب واپس جانے کی اجازت لی تو شدید گرمی تھی۔ اور بہت دیر سے بارش نہیں ہوئی تھی تو حضرت منشی ظفر احمد صاحب نے بے تکلفی سے پیار سے عرض کیا کہ حضور دعا کریں۔ بہت ہی گرمی ہے۔ واپسی کا سفر بھی سخت ہے۔ اللہ تعالیٰ بارش عطا فرمائے۔ تو منشی اروڑے خاں نے کہا کہ میرے لئے تو یہ دعا کریں کہ اوپر سے بھی پانی نیچے سے بھی پانی۔ پانی ہی پانی ہو جائے چنانچہ وہ یکے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں بیٹھے اور بٹالے کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں وڈالے کے قریب ایک جگہ جہاں ایک چھوٹی سی ٹلی آیا کرتی تھی (ہم بھی جب گذرتے تھے تو وہاں ایک چھوٹی سی ٹلی آیا کرتی تھی) اس سے پہلے کہ وہ ٹلی آتی اچانک بادل امنڈ کر آئے اور اس قدر موسلا دھار بارش شروع ہوئی کہ اس سے جل تھل بھر گئے اور وہ گھوڑا اسی طرح سرپٹ دوڑا جا رہا تھا چنانچہ جب وہ ٹلی آئی تو اس پر وہ یکہ جو اچھلا تو منشی ظفر احمد صاحب تو ٹانگے میں ہی رہے اور منشی اروڑے خاں اچھل کر باہر پانی میں جا پڑے اور اوپر سے بھی پانی تھا اور نیچے سے بھی پانی۔

یہ جو چھوٹے چھوٹے واقعات ہیں یہ بیرونی دنیا کے لئے شاید کوئی حقیقت نہ رکھتے ہوں لیکن (صاحب ایمان) کی تقویت ایمان کے لئے بیرونی نشانات سے بہت زیادہ دلنشین اور روح میں اتر جانے والے نشانات اس قسم کے ہوا کرتے ہیں اور روز مرہ کی زندگیوں میں احمدیوں کے ساتھ یہ معاملات ہوتے رہتے ہیں۔ بعض دفعہ کوئی ایسا آدمی جس سے خدا تعالیٰ اچھی توقع رکھتا ہے کوئی چھوٹی سی غلطی کر بیٹھتا ہے تو اسی وقت اس کو سزا ملتی ہے بعض ایسے ہیں جن کو بڑی بڑی غلطیوں پر بھی سزا نہیں ملتی اور وہاں سزا نہ ملنا خدا تعالیٰ کے عقب کی نشانی ہوتی ہے۔ بعض دفعہ اپنے پیاروں کو انسان جلدی پکڑتا ہے جن سے اچھی توقعات ہوں ان کو جلدی ٹوکتا ہے جن سے اچھی توقعات نہ ہوں ان کی بڑی بڑی چیزوں سے بھی درگذر کر جاتا ہے کہ ان سے توقع ہی یہی تھی۔ اس لئے دعاؤں کے مضمون میں آپ کو قرآن کریم میں بھی ایسے بڑے دلچسپ واقعات ملیں گے۔ جہاں دعا کرنے والے نے ذرا کہیں کوئی غلطی کی تو اللہ تعالیٰ نے بڑے پیارے اور لطیف انداز میں قبولیت کے وقت اس کی طرف اشارہ فرما دیا۔

فرعون کے بارے میں حضرت موسیٰ ؑ کی دعا کا فائدہ

پس فرعون کے ڈوبنے کی دعا کا حضرت موسیٰ ؑ کی اس دعا سے گہرا تعلق ہے جس کے نتیجے میں بالآخر اس کو ایمان لانے کی بھی توفیق ملی لیکن بیکار اور اس کا کوئی بھی فائدہ اس کو نہ پہنچا لیکن یاد رکھیں کہ انبیاء کی دعائیں تو بیکار نہیں جایا کرتیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس میں ایک نیا اور لطیف مضمون داخل فرما دیا (تاکہ تو بعد میں آنے والوں کے لئے عبرت کا نشان بن جائے) ہم تیرے بدن کو محض ایک فضول لطیفہ گوئی کے طور پر نہیں بچا رہے۔ خدا تو کوئی عبث کام نہیں کیا کرتا اور پھر میرے بندے موسیٰ ؑ کی دعا تھی اس کا کچھ نہ کچھ فائدہ تو پہنچنا چاہیئے۔ تو جو فائدہ تجھے نہیں پہنچا وہ تیری وجہ سے آئندہ نسلوں کو پہنچے گا اور آنے والے لوگ اس سے نصیحت حاصل کریں گے تو دیکھیں بظاہر سرسری طور پر ان دعاؤں سے گزریں تو معمولی سا مضمون سمجھ میں آتا ہے لیکن جب ڈوب کر چلیں اور ان کے اندر جو مضامین کی تہیں ہیں ان کو دیکھتے ہوئے سیر کرتے ہوئے آگے بڑھیں تو بڑے بڑے لطیف مضامین ہیں جو ان دعاؤں میں اور ان کی قبولیت کے نشانات پوشیدہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کا عرفان عطا فرماتا رہے۔

یہ آیت پوری یوں ہے۔ (سورہ یونس: ۹۲-۹۳) کہ اب تو کہتا ہے میں ایمان لے آیا حالانکہ اس سے پہلے عمر تم نے عصیان میں گزار دی اور تو صرف گنہگار ہی نہیں بلکہ فساد کرنے والا گنہگار تھا (-) پس آج کے دن ہم تیرے بدن کو نجات بخشیں گے تاکہ تو اپنے بعد میں آنے والوں کے لئے عبرت کا نشان بن جائے (-) اور دنیا میں اکثر لوگ ہماری آیات سے غافل ہیں۔

اس موقعہ پر جبکہ یہ آیت نازل ہوئی ہے، یہ کہنا کہ "دنیا کے اکثر لوگ ہماری آیات سے غافل ہیں" دہرے معنے رکھتا ہے۔ ایک تو عمومی بیان ہے کہ لوگ اکثر خدا کی آیات سے غافل ہی ہوتے ہیں، دوسرا یہ کہ فرعون کی لاش کے متعلق اس وقت ساری دنیا غفلت میں تھی اور یہ ایک ایسا نشان تھا جس پر دنیا کے کسی عالم کی بھی نظر نہیں تھی، کسی تاریخ دان کی بھی نظر نہیں تھی کیونکہ اس وقت کی معروف تاریخ کے مطابق فرعون کے دریا میں غرق ہونے کا واقعہ اور پھر خدا کا اس سے وعدہ کرنا، یہ دنیا کے کسی تاریخی ریکارڈ میں درج نہیں تھا۔ قرآن نے پہلی دفعہ بیان فرمایا اور مصر کی تہذیب تہہ در تہہ ریت میں دفن ہو چکی تھی اور وہ بڑے بڑے مقبرے جن میں بعد میں فراعین کی لاشیں مدفون پائی گئیں اور بعد میں دریافت ہوئیں وہ اس وقت کی دنیا کی نظر میں نہیں تھے۔ پس اس ذکر کا کیسا پیارا انجام ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (-) کہ دنیا میں اکثر لوگ ہماری آیات سے غافل ہوتے ہیں۔ ہم اتنے مستغنی ہیں کہ ہمیں کوئی جلدی نہیں، کوئی گھبراہٹ نہیں۔ جانتے ہیں کہ ایک وقت ضرور ایسا آئے گا کہ یہ مدفون خزانے پھر ابھر آئیں گے اور زمین ان خزانوں کو یعنی خدا تعالیٰ کے نشانات کے خزانے باہر پھینک دے گی۔

کشتی میں سوار ہوتے وقت حضرت نوح ؑ کی دعا

اب میں آپ کو حضرت نوح ؑ کی دعا بتاتا ہوں۔

قرآن کریم فرماتا ہے (ھود: ۴۲) نوح ؑ کی جو یہ دعا ہے یہ دراصل اللہ تعالیٰ کی طرف سے سکھائی ہوئی دعا ہے فرمایا (-) کشتی میں سوار ہو جاؤ (-) اور یہ پڑھتے چلے جاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ، اس کی ذات بابرکات کے ساتھ ہم اس سفر کا آغاز کرتے ہیں (-) اس کشتی کا چلنا بھی اور اس کا ٹھہرنا بھی اسی کے نام سے ہے (-) یقیناً میرا رب بہت ہی بخشنے والا اور بہت ہی رحم کرنے والا ہے۔

پس یہ الہامی دعا ہے اور جتنے بھی سمندر کے یا دریاؤں وغیرہ کے سفر اختیار کئے جاتے ہیں ان میں عام طور پر وہ مسلمان جو اس دعا سے واقف ہیں یہی دعا کرتے ہیں اور ہمیں بھی سب احمدیوں کو یہ دعا کرنی چاہیئے قادیان میں تو سب کو اس دعا سے بہت ہی واقفیت تھی اور بچے بچے کو سکھائی جاتی تھی لیکن اب جو موجودہ نسلیں ہیں اس سے کچھ غافل ہوتی جا رہی ہیں۔ اس لئے میں یہ دعائیں دوبارہ پڑھ کر ان کا پس منظر آپ کو بتا رہا ہوں کہ اپنے بچوں کو، اپنے ماحول میں سب عزیزوں کو یاد بھی کرائیں اور ان کا مضمون سمجھائیں۔ ان دعاؤں سے ایک ذاتی تعلق پیدا کر دیں تاکہ جب بچے یہ دعائیں مانگیں یا آئندہ جو بڑے بھی ہوں گے وہ مانگیں تو ان کے دل کی گہرائیوں سے یہ دعائیں اٹھیں اور اس مضمون کو سمجھ کر وہ یہ دعائیں کرنے والے ہوں۔

حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کشتی میں سوار ہونے کے بعد اللہ کے نام پر جو سفر اختیار کیا۔ اس سفر میں ان کا ایک بیٹا ساتھ نہیں تھا اور جب وہ طوفان بہت بڑھا تو آپ نے دیکھا کہ وہ بیٹا ایک پہاڑی کے دامن میں کھڑا ہے۔ آپ نے اس کو آواز دی اور کہا کہ تم آجاؤ۔ ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ اس نے کہا کہ میں تو اس پہاڑ میں پناہ لے لوں گا مجھے تمہاری کشتی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے بعد اگلا منظر خدا تعالیٰ یہ بیان فرماتا ہے کہ یہ بات ہو رہی تھی کہ ایک موج ان دونوں کے درمیان حائل ہو گئی اور وہ ہمیشہ کے لئے نظر سے غائب ہو گیا۔ اس پر حضرت نوح ؑ نے بڑی بے چینی سے یہ عرض کیا کہ اے خدا! تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ میں تیرے اہل کو بچاؤں گا اور میں تیرے مقاصد کو، تیرے طریق کار کو نہیں سمجھ سکتا لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ میں نے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے اہل کو غرق ہوتے دیکھ لیا ہے تو بہتر جانتا ہے کہ یہ کیوں ہوا ہے۔ لیکن میرے ذہن میں ایک خلش سی پیدا ہو گئی ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح ؑ کو یہ جواب دیا (-) کہ اے نوح ؑ! یہ تیرا اہل نہیں تھا (ھود: ۴۷) یہ بد اعمال بچہ تھا اور بد اعمال اولاد نبیوں کی اولاد نہیں ہوا کرتی۔ یعنی نبیوں کی طرف منسوب ہونے کی اہلیت نہیں رکھتی تو اہل یعنی اہلیت کے ہے محض خونی رشتے کے لحاظ سے اولاد ہونا مراد نہیں تو خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ (-) یہ تو غیر صالح لڑکا ہے۔ اس کے اعمال اچھے نہیں۔ یہ کیسے تیرا اہل ہو گیا۔ (-)

پس مجھ سے مت سوال کر ایسی باتوں کے متعلق جن کا تجھے علم نہیں ہے (-) میں تجھے نصیحت کرتا ہوں مبادا تو جاہلوں میں سے نہ ہو جائے۔ یعنی اگر تو نے احتیاط نہ کی تو خطرہ ہے کہ اسی نہج پر اگر آگے بڑھتا رہا تو ظالموں میں شامل ہو جائے گا اس پر حضرت نوح ؑ نے پھر بڑی بے قراری سے یہ عرض کیا (-) اے میرے اللہ! میں تیری ہی پناہ مانگتا ہوں کہ میں آئندہ کبھی تجھ سے ایسا سوال کروں جس کا مجھے علم نہ ہو۔ (ھود: ۴۸) اور اگر تو نے مجھ سے بخشش کا سلوک نہ فرمایا اور مجھ پر رحم نہ فرمایا تو میں یقیناً گھاٹا پانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔

اطاعت کا تقاضا، اعتراض نہ کرو

یہاں جو مشکل مسئلہ ہے وہ یہ ہے کہ جس چیز کا انسان کو علم ہو اس کے متعلق تو وہ سوال ہی نہیں کرتا اور جس چیز کا علم نہ ہو اس کے متعلق سوال کیا جاتا ہے تو یہاں پھر یہ کیا گفتگو ہو رہی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تو نے آئندہ ایسی باتوں کا سوال کیا جس کا تجھے علم نہیں تو تو ظالموں میں سے ہو جائے گا۔ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گا اور حضرت نوح ؑ کہتے ہیں کہ میں توبہ کرتا ہوں، میں تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اے خدا! آئندہ کبھی میں ایسا سوال نہ کروں جس کا مجھے علم نہ ہو۔ تو یہ عجیب سا معمہ ہے کہ اگر علم ہو تو سوال کرنے کی ضرورت کیا ہے اور اگر علم نہ ہو تو سوال کرنا گناہ کیسے ہو گیا۔ دراصل یہاں سوال کی بجائے حضرت نوح ؑ کی پردہ داری فرمائی گئی ہے۔ ستاری کا سلوک ہوا ہے۔ ایک خفیف سا اعتراض دل میں پیدا ہوا ہے جسے لفظوں میں بیان نہیں کیا گیا اور چونکہ حضرت نوح ؑ ایک بڑے بلند پایہ نبی تھے اور اس اعتراض پر خود آپ نے بھی معلوم ہوتا ہے پردہ رکھا ہوا تھا۔ آپ نے جو دعا کی ہے اور سوال کیا ہے وہ بتا رہا ہے کہ ادب اپنی جگہ ہے لیکن ساتھ ہی بے قراری بھی ہے کہ مجھے سمجھ نہیں آ رہی میں کیا کروں۔ میرا دل بے چین ہو گیا ہے۔ خدا کے جو اولوالعزم انبیاء ہوتے ہیں ان کا دل ایسی باتوں پر بے چین نہیں ہونا چاہیئے۔ ان سے خدا یہ توقع رکھتا ہے کہ وہ سمجھ جائیں کہ کچھ ایسے واقعات ضرور ہوتے ہیں جن کا مجھے علم نہیں لیکن خدا کے علم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں ہیں اور خدا کا فیصلہ سچا ہے۔ اس لئے فیصلے سے متعلق سوال اٹھانے کا مجھے کوئی حق نہیں یہ جو مضمون ہے یہ بہت ہی لطیف اور بہت گہرا مضمون ہے اور اس کو بھلا دینے کے نتیجے میں میں نے دیکھا ہے بہت سے اپنی جان پر ظلم کرنے والے احمدی بھی ٹھوکر کھا جاتے ہیں (ائمۃ) وقت کے کئی ایسے فیصلے ہوتے ہیں۔ حضرت فضل عمر کے زمانے میں بارہا ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ جو کسی باریک حکمت کے پیش نظر کئے جاتے ہیں اور ان کا دنیا کو علم دیا بھی نہیں جا سکتا۔ یہ دوسرا مضمون بھی اس میں مخفی ہے اور بہت ہی اہمیت والا مضمون ہے۔ بعض دفعہ انسان ایک سوال کر کے مزید دکھ میں مبتلا ہوتا ہے کیونکہ اس کا جواب اس کو اور تکلیف میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ایک بیٹا ہے جس کی بدکاری کے متعلق کسی کو علم نہیں، باپ کو علم نہیں۔ خدا تعالیٰ نے اس پر پردہ ڈالا ہوا تھا۔ اور نوح ؑ نے جب شک کا اظہار کیا، ایسے شک کا اظہار جو اتنا خفی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو شک کے طور پر پیش کرنا بھی پسند نہ فرمایا لیکن آپس میں جو مکالمہ ہوا ہے اس کی طرز بتا رہی ہے کہ اندر کیا بات تھی۔ ادب بہرحال قائم تھا اور اس وقت شک کے دوران بھی اتنا گہرا ادب تھا کہ اسی ادب کے نتیجے میں اس وقت خدا نے آپ کو جاہل قرار نہیں دیا بلکہ یہ بتایا کہ آغاز اسی طرح ہوا کرتا ہے۔ ایک انسان اگر آپ سے بالا ایسے لوگوں کے فیصلے جن کا احترام لازم ہے باریک نظر سے نہ دیکھے اور شک کی گنجائش ہو تو اس کا پہلا تقاضا تو یہی ہے کہ ادب اور احترام کی وجہ سے زبان نہ کھولے اور استغفار سے کام لے اور دعا سے کام لے لیکن اگر اس سے ایسا ہو بھی جائے اور بار بار ایسا ہو تو پھر خطرہ ہے کہ انسان مزید ٹھوکر کھا جائے گا۔ پس ایسے مختلف فیصلوں میں جہاں ایک (صاحب ایمان) ایمان بھی رکھتا ہے اور ادب بھی رکھتا ہے وہاں بھی بعض دبی ہوئی آزمائشیں بھی بہت ہی خطرات کا پیش خیمہ بن سکتی ہیں اور اس سلسلے میں نہایت اعلیٰ تعلیم یہ دی گئی ہے کہ اعتراض نہیں کرنا چاہیئے، استغفار سے کام لینا چاہیئے، اپنے ایمان کی حفاظت کرنی چاہیئے اور اللہ پر توکل کرنا چاہیئے اور خدا سے یہ دعا کرنی چاہیئے کہ (۔) کہ اے خدا! اگر تو نے بخشش کا سلوک نہ فرمایا اور رحم نہ کیا تو اس صورت حال میں میں یقیناً گھاٹا پانے والوں میں شامل ہو جاؤں گا اور اگر سوال اٹھتے ہی ہیں تو پھر یہ دعا بہت اچھی ہے۔ یعنی اس کا پہلا حصہ کہ (۔) اے خدا! میں تیری حکمتوں کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ میں نہیں جانتا کہ اس دنیا میں بہت سی باتیں کیوں ہو رہی ہیں تیری تقدیر کیا کیا مخفی مصلحتیں لئے ہوئے ہے۔ تیرے فیصلے کو ہم دیکھ لیتے ہیں تیری تقدیر پر نظر نہیں جاتی۔ اس لئے ہم تجھ سے ان شکوک کے بارہ میں پناہ مانگتے ہیں جو ایسے موقعوں پر دلوں میں پیدا ہو جایا کرتے ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی دعاء، حسن کی انتہاء

ایک دعا حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا ہے جو اسی سورۃ کا ایک اور مضمون بھی ہمیں سمجھا رہی ہے۔ سورہ یوسف کے آغاز میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو ہم بیان کرنے لگے ہیں یہ احسن القصص ہے۔ اتنا حسین واقعہ ہے کہ ایسا دلچسپ واقعہ اس سے زیادہ پیارا اور دلکش قصہ تم نے کبھی نہیں سنا ہوگا، نہ سن سکتے ہو کیونکہ یہ احسن القصص ہے۔ اب قرآن کریم میں انبیاء کے بہت سے قصص بیان ہوئے ہیں اور ایک سے ایک بڑھ کر بڑے دلچسپ واقعات بیان ہوئے ہیں لیکن صرف سورۂ یوسف کو احسن القصص کہا گیا ہے۔ میں اس پر غور کرتا رہا تو میرے دل نے یہ گواہی دی کہ یہ دعا جو حضرت یوسف ؑ نے کی ہے یہ حسن کی انتہا ہے۔ اتنی حسین دعا ہے اور حضرت یوسف ؑ کے حسن کا ایسا عجیب منظر پیش کرتی ہے کہ انسانی دنیا میں آپ کو ایسی مثالیں دکھائی نہیں دیں گی۔ آپ کو زلیخا نے جب ابتلاء میں ڈالا اور دعوت دی اور اپنے ساتھ اس شہر کی یا اس قصبے کی دوسری خوبصورت عورتوں کو بھی شامل کر لیا کہ اگر یہ اکیلا میرے سے پوری طرح قابو نہیں آ سکتا تو ہو سکتا ہے ہم سب مل کر اس پر اپنا جادو چلائیں تو یہ اس جادو کے اثر کے تابع ہماری بات مان جائے۔ یہ سکیم تھی جس کا قرآن کریم میں ذکر ہے۔ اس پر حضرت یوسف یہ دعا کرتے ہیں (سورۂ یوسف: ۳۴) یہ مجھے لذتوں کی طرف اور عیش و عشرت کی طرف بلا رہے ہیں۔ اے خدا میں زیادہ پسند کرتا ہوں کہ میں قید ہو جاؤں اور قید خانے میں زندگی بسر کروں مجھے یہ آزادی پسند نہیں ہے جو لذتوں کی آزادی ہے مگر تیری رضا کی آزادی نہیں ہے۔

کتنی عظیم الشان دعا ہے۔ وہ یہ بھی دعا کر سکتا تھا کہ اے خدا! مجھے بچا لے۔ لیکن دوسری طرف قید خانے کو دیکھا۔ اس مضمون کو ذہن میں رکھا اور یہ دعا کی کہ اے خدا! مجھے قید خانہ زیادہ پسند ہے۔ اب دیکھیں دعا اور قبولیت میں کیسے لطیف رشتے ہیں۔ میں پہلے یہ سمجھ نہیں سکتا تھا کہ حضرت یوسف ؑ بے چارے کو اللہ تعالیٰ نے اتنی لمبی قید میں کیوں مبتلا کر دیا۔ اپنی منہ مانگی دعا ہے جو ان کے سامنے آئی۔

پس جہاں ایک طرف یہ دعاؤں میں احتیاط بتانے والا مضمون ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ہمیں سکھایا کہ اپنے لئے مشکل دعا مانگا ہی نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ تو تمہیں مشکل میں ڈالے بغیر بھی معاملے حل کر سکتا ہے۔ اس لئے خواہ مخواہ کیوں اپنے آپ کو مشکل میں ڈالتے ہو۔ آپ نے یہ کہہ کر ہم پر بڑا احسان فرمایا لیکن دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ میرے بندے جب بعض دعائیں مانگتے ہیں تو میں ان کے دل کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے ایسا کرتا ہوں۔ اس دعا نے اور اس کی قبولیت نے مل کر اس معاملے کو اتنا حسین بنا دیا ہے کہ جب سے دنیا بنی ہے ایسا عجیب واقعہ کبھی دنیا میں پیش نہیں آیا کہ وہ خدا جو اپنے بندے سے اتنا پیار کرتا ہے اور پھر ایسے پاکباز بندے سے یعنی یوسف ؑ جیسے بندے سے، اس کی دعا بھی سنتا ہے اور اس کو بچا بھی لیتا ہے اور پھر قید خانے میں ڈال دیتا ہے۔ تو قید خانے میں کیوں ڈال دیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی قید میں حکمت

میرے نزدیک اس لئے کہ حضرت یوسف ؑ کے دل کی سچائی ثابت ہو اور عام دعا کرنے والوں سے الگ اور ممتاز کر کے آپ کو دکھایا جائے ورنہ دعا کرنے والے بڑی بڑی دعائیں کر جاتے ہیں اور باتوں باتوں میں اپنی جان فدا کرتے رہتے ہیں لیکن جب ابتلاء کا وقت آتا ہے تو جانیں لے کر بھاگ جاتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے اور مجھے کئی خط بھی آتے ہیں کہ جی آپ کہیں تو مال جان سب کچھ حاضر اور چھوٹا سا ابتلاء اولاد کی طرف سے آ جائے یا قضاء کے فیصلے کی طرف سے آ جائے تو نہ جان حاضر ہوتی ہے، نہ مال حاضر ہوتا ہے۔ وہی لوگ باتیں بنانی شروع کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں یہ (امام) ہے؟ اس میں تو انصاف ہی کوئی نہیں تو خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ منہ کی اکثر باتیں جھوٹی اور بے معنی ہوا کرتی ہیں۔ خدا کے حضور سجدوں میں لوگ بڑی بڑی پیاری دعائیں کرتے ہیں۔ روتے ہوئے بھی کرتے ہیں کہ اے خدا! یہ ہو جائے تو ہم سب کچھ پیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔ مگر جب مشکل پڑتی ہے تو اس وقت وہ پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔ قرآن کریم نے اس مضمون کو ایک اور جگہ یوں بیان فرمایا کہ تم لوگ تو قتال مانگا کرتے تھے۔ کہتے تھے کہ اے خدا! ہمیں جہاد کے وہ میدان دکھا جہاں ہم اپنی قربانیاں پیش کریں اور اب وہ آ گیا ہے۔ تو تم کھڑے دیکھ رہے ہو۔ تمہیں سمجھ نہیں آ رہی کہ کیا کریں تو دعا سے کوئی چیز مانگنا اور بات ہے اور جب وہ ابتلاء سامنے آ کھڑا ہو تو اس میں پڑنا اور حوصلے کے ساتھ، صبر کے ساتھ اس تکلیف کو برداشت کرنا اور بات ہے۔

پس خدا تعالیٰ نے اس حسین قصے میں جو سب سے زیادہ حسین ہے ہمیں یہ بتایا کہ یوسف ؑ نے دعا مانگی اور ہم نے اس کی دعا کو قبول کیا تو محض اس کو تکلیف دینے کے لئے نہیں بلکہ ساری دنیا کو بتانے کے لئے اور ہمیشہ ہمیش کے لئے بتانے کے لئے کہ وہ دعا میں انتہائی سچا اور مخلص تھا۔ واقعۃً اس کو قید خانہ اور اس کی صعوبتیں دکھائی دے رہی تھیں اور وہ ان کی پناہ مانگ رہا تھا کہ اے خدا! اس عیش کی زندگی سے مجھے وہاں ڈال دے چنانچہ پھر انہوں نے اسے خوشی سے قبول کیا، وہاں رہے، وہاں تبلیغیں کرتے رہے۔ وہاں خدا کی یاد میں مزے کی زندگی گزاری اور ایک ذرہ بھی دل میں شکوہ پیدا نہیں ہوا کہ مجھ معصوم کو جو آج ساری دنیا میں سب سے زیادہ معصوم انسان ہے بے جرم کیوں مارا جا رہا ہے اور پھر آخر پہ جب آپ کو وہاں سے نجات ملتی ہے تو پھر اس وقت بہت ہی عجیب حیرت انگیز انکسار کا اظہار کرتے ہیں۔ پیغامبر کو کہتے ہیں پہلے اپنے آقا، بادشاہ سے کہو کہ وہ جو عورتیں تھیں جنہوں نے الزام لگایا تھا ان کا حال تو پوچھو۔ کیا حال ہے ان کا؟ اب کیا کہتی ہیں؟ اور مجھے نکالو تو معصوم حالت میں نکالو۔

دیکھیں کتنا عجیب دلچسپ اور گہرا مضمون ہے۔ فرمایا۔ میں الزام کی حالت میں گیا ہوں میں الزام کی حالت میں کیسے باہر آ جاؤں۔ یہ الزام تو مجھے پسند نہیں ہے۔ اس کی خاطر تو ساری تکلیفیں برداشت کی تھیں۔ اس لئے میں جب تک معصوم ہو کر نہیں نکالا جاتا مجھے ابھی بھی آزادی نہیں چاہیئے۔ حالانکہ بادشاہ مہربان ہو چکا ہے۔ اور پھر جب بادشاہ نے ان سے پتہ کروایا تو انہوں نے کہا وہ تو بالکل معصوم ہے۔ فرشتہ ہے اس کا کوئی قصور نہیں۔ ہم نے شرارت کی تھی۔ ہم نے فتنہ پیدا کیا تھا۔ اس کے بعد وہ یہ کہتے ہیں میں اپنے نفس کو اب بھی بری نہیں کرتا۔ (یوسف: ۵۴) کہ انسان کا نفس تو گناہوں کی تعلیم دینے والا ہے۔ اللہ ہی کا فضل تھا جو میں بچ گیا ہوں۔

پس دیکھیں کہ قرآنی دعائیں جو گہرے مضامین سمیٹے ہوئے ہیں۔ جب آپ ان میں غوطہ مارتے ہیں۔ ان میں اتر کر ان دعاؤں کو اور ان کی مقبولیت کے حالات کو دیکھتے ہیں تو کیسے کیسے حسین دلکش نظارے ان پردوں کے پیچھے دکھائی دیتے ہیں۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ پردوں کے پیچھے اور پردے ہوتے ہیں۔ آپ اندر بیچ میں داخل ہوتے چلے جائیں۔ اپنے نفس پر ان مضامین کو وارد کرتے رہیں۔ تو آپ کو اور زیادہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لطیف اور دلکش نظارے ان کے پیچھے سے دکھائی دیتے چلے جائیں گے۔

شرک سے بچنے کیلئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا

پھر ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کی دوسری دعا جو اس سے ملتی جلتی ہے جو پہلے گزر چکی ہے۔ وہ یہ بیان فرمائی گئی ہے (سورۃ ابراہیم ۳۶)

یہ جو دعا ہے یہ اس دعا سے ملتی جلتی لیکن اس سے مختلف ہے جو سورۃ بقرہ کی ۱۲۵ اور آگے پیچھے کی آیات میں درج تھی۔ وہاں بھی یہ ذکر ہے کہ (____) سرسری نظر سے پڑھیں تو ایک ہی دعا لگتی ہے۔ دونوں جگہ اس شہر کے امن کی دعا مانگی گئی ہے۔ اس کے امین ہونے کی دعا مانگی گئی ہے۔ لیکن حقیقت میں جو پہلی دعا تھی اس میں شہر کے لئے دعا نہیں مانگی تھی، جگہ کے لئے دعا مانگی تھی کیونکہ وہاں یہ دعا ہے (____) یہ جگہ چٹیل میدان جہاں کچھ بھی نہیں ہے اسے ایک بستے بستے شہر میں تبدیل فرما دے۔ پس یہ دعا جو اب کی گئی ہے اس میں یہ نہیں فرمایا کہ اس جگہ کو امن کی جگہ بنا دے بلکہ فرمایا ہے (____) کہ اے خدا! تو نے میری دعاؤں کو سن لیا اور اس جگہ کو شہر بنا چکا ہے۔ اب یہاں باقاعدہ آبادی ہے۔ اب میں اس شہر کے لئے تجھ سے امن کی دعا مانگتا ہوں۔

اس کے بعد اس دعا میں بعض ایسی باتوں کا ذکر ہے جو دراصل پہلی دعا کے ساتھ گہرا تعلق رکھتی ہیں اور ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے آپ سے جو خطاب فرمایا اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی دعا میں ترمیم کی گئی ہے۔ پہلی دعا آپ کو یاد دلانے کے لئے پڑھتا ہوں۔ وہ یہ تھی (البقرہ: ۱۲۷)

جب ابراہیمؑ نے خدا سے یہ عرض کیا کہ اے خدا! اس جگہ کو تو ایک شہر میں تبدیل فرما جو امن کا شہر ہو اور اس میں بسنے والوں کو تو ہر قسم کے رزق عطا فرما۔ ہر قسم کے پھل عطا فرما (____) یعنی ان سب کو جو اللہ پر ایمان لے آئیں اور آخرت پر ایمان لے آئیں (____) اے ابراہیم! میں تیری دعا کو اس سے زیادہ قبول کرتا ہوں جتنا تو مانگ رہا ہے جو ان میں سے ایمان نہیں بھی لائے میں دنیا کی زندگی میں ان کو بھی فائدہ پہنچاؤں گا۔ ہاں آخرت میں ان کو میں عذاب دوں گا۔

یہ جو آخرت کے عذاب کا جواب تھا اس نے حضرت ابراہیمؑ کو بڑا ڈرا دیا ہے اور اگلی دعا میں پھر آپ نے ترمیم کر لی ہے۔ اس ترمیم کی طرف میں آپ کو لے کر جاؤں گا تو پھر آپ سمجھیں گے کہ اس دعا میں اور اُس دعا میں کیوں فرق ہے؟ اور کیسے پیارے انداز میں پھر آپ نے وہ ترمیم کر کے دعا کی ہے۔ کہتے ہیں (____) پتہ لگ گیا ہے کہ کوئی ظالم ضرور پیدا ہوں گے۔ کچھ مشرک پیدا ہوں گے۔ شہر توحید کی خاطر بنایا گیا لیکن یہیں شرک کرنے والے بھی داخل ہو جائیں گے تو یہ دعا کی کہ اے خدا! مجھے اور میری اولاد کو اس بات سے بچائے رکھ کہ ہم کبھی بھی بتوں کی پرستش کریں (____) کہ ان بتوں اور جھوٹے خداؤں نے تیرے اکثر بندوں کو گمراہ کر دیا (____) جو ان میں سے میری پیروی کرے گا وہ میرا ہو گا اور جو میرا ہو گا وہ موحد ہی رہے گا۔ اس لئے میروں پر تو ناراض ہو گا ہی نہیں۔ کس طرح ان کا دامن بچا لیا۔ پہلے خدا نے اس دعا کے نتیجے میں ایک استثناء کیا تھا اور کہا تھا کہ میں ان کے ساتھ دنیا میں تو حسن سلوک کرتا رہوں گا لیکن آخرت میں ان کو پکڑوں گا۔ اس کے بعد یہ کہا کہ جو میرا ہو گا اس کو تو تو لازماً سزا نہیں دے گا کیونکہ مجھ سے تو اتنا پیار کرتا ہے اور مجھ سے تو ایسا حسن سلوک فرماتا ہے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو میرا ہو اس کے ساتھ بھی تو کسی قسم کا غضب کا معاملہ فرمائے۔ رہا ان لوگوں کا معاملہ جو میرے خلاف ہوں گے، جو گنہگار ہوں گے، جن کے متعلق تو نے کہا ہے کہ میں انہیں عذاب الیم میں مبتلا کروں گا۔ حضرت ابراہیمؑ بے حد رحم کرنے والے تھے۔ بڑے نرم دل تھے اور قرآن کریم میں اس کا ذکر فرمایا گیا ہے تو وہاں بھی دل نہیں چاہتا کہ ان سے سختی کا سلوک ہو تو کہتے ہیں کہ (____) جہاں تک اُن لوگوں کا تعلق ہے جو میرے نافرمان ہیں (ابراہیم: ۳۷) مجھے تو اتنا پتہ ہے کہ تو بڑا بخشنے والا بڑا رحم کرنے والا ہے بس یہ کہہ کر بات چھوڑ دی۔ تو چاہے تو سزا دے سکتا ہے اور میری پہلی دعا کے جواب میں تو نے مجھے بتا دیا ہے کہ ایسے بدنصیبوں کو بالآخر سزا ملے گی تو میں اب نئی ترمیم شدہ دعا یہ عرض کر رہا ہوں کہ جو میرا ہے وہ تو امن میں آ ہی گیا اور جو میرا نہیں رہے گا میں اس کے لئے بھی صرف یہ کہتا ہوں کہ اس کو نہ دیکھنا۔ اپنی ذات کو دیکھنا۔ وہ گنہگار ہے لیکن تو غفور رحیم ہے۔

بندوں کو عبادت گذار بنانے کی دعا

دعا کا کتنا پیارا انداز ہے اور دعا کا کتنا دردناک انداز ہے۔ اگر اس کے گہرے درد کو سمجھ کر اسی درد میں ڈوب کر آپ دعائیں کریں تو دیکھیں آپ کی دعاؤں کو کیسے کیسے پھل لگتے ہیں۔

پھر عرض کیا (ابراہیم ۳۸)

کہ اے خدا! میں نے اپنی اولاد کو، اپنی اس پیاری اولاد اسماعیلؑ کو اس بے آب وگیاہ وادی میں ایک ایسے لق ودق صحرا میں جہاں کچھ بھی نہیں اُگتا تیرے مقدس گھر کے قریب اس لئے چھوڑا (____) کہ یہ لوگ تیری عبادت کریں۔

ان کے لئے جو یہ دعا مانگی تھی کہ ان کو پھل دینا۔ ان پر رحمتیں کرنا۔ (پہلی دعا میں یہ ذکر تھا) وہ ثانوی باتیں ہیں۔ میرا مقصد اصل یہ تھا کہ تیرے گھر کے قریب میں ان کو چھوڑوں تاکہ اس گھر کے مقاصد کو پورے کرنے والے ہوں۔ (____) پس اس وجہ سے لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر کہ یہ تیرے عبادت گذار بندے ہیں ورنہ اگر تیرے عبادت گزار بندے نہ ہوں تو ان کو پھل کھلوانے میں مجھے کوئی دلچسپی نہیں۔ ____ مجھے تو یہی دلچسپی تھی کہ قیامت کے دن تو بخشش سکتا ہے تو ضرور بخش۔ جہاں تک دنیا کے پھلوں کا تعلق ہے تو نے وعدہ تو کر دیا ہے مگر میں عرض کر دوں کہ ابھی بھی مجھے اس میں کوئی دلچسپی نہیں۔ دنیا میں ان کو کچھ دے نہ دے لیکن جو نیک بندے ہیں۔ جو عبادت کرنے والے ہیں ان کی طرف دلوں کو ضرور مائل فرمانا اور ان کے لئے لوگ دُور دُور سے طرح طرح کے تحائف لے کر آئیں۔ ہر قسم کے پھل ان تک پہنچیں (____) تاکہ وہ تیرے شکر گذار بنیں۔ ان نعمتوں کو دیکھیں اور بار بار تیرا شکر ادا کریں کہ اے خدا! محض تیرے پیار کا اظہار ہے کہ لوگوں کے دل ہماری طرف مائل ہوئے ورنہ ہماری کیا حیثیت تھی۔

(____) حضرت ابراہیمؑ کا مقام آپ کی دعاؤں پر غور کرنے سے مزید ابھرتا چلا جاتا ہے۔ یہ عرض کیا کہ اے خدا میری نیت پاک ہے۔ مجھے تو یہ دلچسپی تھی کہ عبادت کرنے والے ہوں۔ ظاہری رزق میں مجھے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ بعض دفعہ انسان اپنی مخفی نیتوں سے خود بھی واقف نہیں ہوا کرتا۔ خدا کے حضور تو یہ دعویٰ کرنا بہت بڑی بات ہے کہ میں اس نیت سے کر رہا ہوں اور فلاں نیت سے نہیں کر رہا تو فوراً عرض کیا (____) اے خدا! تو جانتا ہے جو ہم چھپاتے ہیں۔ اور جن باتوں کا ہم اظہار کرتے ہیں۔ مطلب ہے ہم اچھی نیتیں کہہ بھی دیں۔ اچھی باتیں تیرے حضور عرض کر رہے ہوں کہ ہم یہ نیکیاں پیش نظر رکھتے ہوئے دعائیں کر رہے ہیں پھر بھی احتمال موجود ہے کہ بعض مخفی ارادے ٹکرا رہے ہوں۔ بعض مخفی نیتیں گندی ہوں یا نفسانی ہوں۔ اسلئے میں تیرے حضور یہ عرض کرتا ہوں کہ میں اپنے متعلق کسی بھی براءت کا اقرار نہیں کرتا۔ میں جانتا ہوں کہ مجھے جو نیت صاف دکھائی دے رہی ہے اس کے پیچھے پھر بھی ممکن ہے کہ کوئی ایسا مخفی بد ارادہ موجود ہو اس کے لئے تو مجھ سے رحمت کا سلوک فرمانا۔ یعنی اپنی عاجزی کا اظہار ہے اور احتمالی گناہوں کا اقرار ہے۔ (____) میں کیا چیز ہوں اے خدا تو تو وہ ہے جس سے آسمانوں اور زمین میں کوئی چیز بھی مخفی نہیں ہے۔ (____)

(ابراہیم: ۳۹-۴۰) ہر تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے اس بڑھاپے کی عمر میں مجھے اسماعیل اور اسحاق جیسی اولاد عطا فرمائی۔ اور یہ وہ اولاد ہے جو نیک اولاد کی طلب کے نتیجے میں عطا ہوئی اور جس نے ثابت کر دیا کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کی نیت اندر تک پاک تھی۔ پس بظاہر یہ نہیں فرمایا گیا لیکن جب اس مضمون کو آپ اکٹھا ملا کر پڑھیں تو خدا کی طرف سے یہ گواہی بھی ساتھ دے دی گئی ہے کہ ابراہیمؑ تو اپنے عجز میں کہہ رہا تھا کہ جہاں تک میں جانتا ہوں میری نیت صاف ہے۔ لیکن تو بہتر جانتا ہے۔ ساتھ ہی اس نے ایک ایسی بات کہی جس سے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اُس کی نیت کو جانتا تھا اور اس کی نیت کی پاکی کے مطابق اس سے سلوک فرمایا کیونکہ جس نیک اولاد کے متعلق اُس نے کہا کہ میں تجھ سے نیک اولاد مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ نے وہ نیک اولاد عطا فرما کر بتا دیا کہ تیری نیت پاک تھی چنانچہ اس کو اسماعیل دیا۔ پھر اس کو اسحاق دیا۔ (____) چنانچہ ابراہیم خود اقرار کر جاتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے دماغ وہاں پہنچا ہے تو خود ہی بات بھی سمجھ آ گئی ہے۔ عاجزی کے معاً بعد اللہ تعالیٰ نے سمجھا بھی دیا ہے کہ ابراہیم تو کیوں اپنی نیتوں کے متعلق ڈر رہا ہے۔ اپنی اولاد کے منہ تو دیکھ۔ کتنے پاک چہرے ہیں۔ ان کے وجودوں پر نظر کر۔ کیا یہ تیری دعاؤں کا ثمرہ نہیں ہیں۔ اگر ہیں تو پھر الحمد پڑھ اور خدا کا شکر ادا کر اور اس کی حمد کے گیت گا اور یہ کہہ (____) کہ دیکھو دیکھو میرا ربّ بہت ہی دعا سننے والا ہے۔ اور اس دعا کی مقبولیت کے نشان کے طور پر اُس نے مجھے ایسی پاک اولاد عطا فرمائی۔ (____) حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنے شعروں میں کہا کہ

بشارت تو نے دی اور پھر یہ اولاد ۔۔۔ کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد
بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد ۔۔۔ بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی

- - - - - - - - - - - - - - - - - - -

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس بار بار اللہ تعالیٰ اپنے پاک بندوں کی دعاؤں کو سنتا ہے اور ان کی دعاؤں کے مطابق پھل لگاتا ہے اور جب وہ پھل نکلتے ہیں تو بتاتے ہیں کہ ہاں وہ دعائیں بھی سچی تھیں اور یہ پھل بھی سچے نکلے۔

اولاد، والدین اور اصحاب ایمان کی بخشش کی دعا

اب میں آخر پر (گو مضمون کا ابھی آخر تو نہیں آیا، ابھی کافی ہے لیکن باقی آئندہ (اللہ نے چاہا تو) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہی ایک دعا پڑھتا ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کی۔ (. . . . .) (ابراہیم ۴۱-۴۲) کہ اے خدا! مجھے اور میری اولاد کو نماز پر قائم رکھ (ـــ) اور اے ہمارے ربّ ضرور ہماری دعا قبول کرے (ـــ) اے خدا مجھے بھی بخشش دے اور میرے والدین کو بھی بخش دے۔ (ـــ) اور مومنوں کو بھی بخشش دے۔ (ـــ) جس دن حساب کتاب کیا جائے گا۔

یہاں یہ مضمون بیان کیا گیا ہے کہ باوجود اس کے کہ پیدائش سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دعا مانگی تھی کہ میں نیک اولاد چاہتا ہوں۔ نماز پڑھنے والی اولاد چاہتا ہوں، اسی لئے تیرے گھر کے پاس جہاں نہ پانی تھا نہ خوراک کا کوئی انتظام تھا، اپنے نوزائیدہ بچے کو چھوڑ دیا کہ وہ تیری عبادت کرے۔ اگر غذا کی اور دنیاوی لذتوں کی خواہش ہوتی تو ان آباد جگہوں سے لے کر اس ویران جگہ میں کیوں آتا۔ یعنی اسمیں نیت کی صداقت کتنی گہری اور کتنی صفائی کے ساتھ ظاہر ہو رہی ہے اور اس دعا کو خدا نے قبول بھی فرما لیا۔ اسکے باوجود جب تک زندگی کا سانس ہے یہ دعا جاری رہنی چاہیئے۔ کیونکہ عبادت پر قائم ہونے کے باوجود عابدوں کے لئے بھی امتحانات آیا کرتے ہیں اور ٹھوکر کے مواقع پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ بعض ایسے عبادت کرنے والوں کا ذکر احادیث میں بھی ملتا ہے۔ کہ عمر بھر عبادت کی مگر کسی موقعہ پر کسی وجہ سے ٹھوکر کھا کر ہمیشہ کے لئے خدا سے دور جا پڑے۔

تکبّر سے بچنے اور نمازوں پر قائم رہنے کی دعا

پس عبادت کرنے والے کو تکبّر سے باز رکھنے کے لئے اور خدا کی خوشخبریاں پانے کے باوجود انکسار کے ساتھ خدا کے حضور یہ عرض کرتے رہنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ جو کچھ ہم نے عبادت میں حاصل کیا ہے جب تک زندگی کا سانس ہے اسے خطرہ ہے۔ یہ تیری طرف سے ایک دولت اور نعمت ہے تو سہی لیکن نعمتیں بھی تو ضائع ہو جایا کرتی ہیں۔ اسلئے ابراہیم علیہ السلام خود پہلے اپنے لئے دعا کرتے ہیں۔ (ـــ) اے خدا مجھے بھی نماز قائم کرنے والا بنا۔

اب بتائیں آج کل کوئی شخص اگر بظاہر نماز پر قائم ہو چکا ہو تو اس کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نماز پر قائم ہونے سے بھلا کیا مقابلہ؟ کوئی نسبت ہی نہیں ہے لیکن بعض نمازی آجکل کی اس دنیا میں بڑا تکبّر کر جاتے ہیں۔ ہمیں اور کیا چاہیئے ہم نماز پڑھتے ہیں اور خوب سختی سے نماز پر قائم ہیں حالانکہ سختی سے قائم ہونا اور چیز ہے اور دل کی نرمی کے ساتھ نماز پر قائم ہونا اور چیز ہے۔ لیکن ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نمونہ ہمیں بتاتا ہے کہ نماز پر قائم ہونا محفوظ مقام نہیں ہے جب تک انسان آخری سانس نہ لے اور خدا اپنی طرف نہ بلا لے۔ پس اس دعا کو اس مضمون کو سمجھنے کے بعد ادا کیا کریں اور خدا کے حضور اپنی عبادتوں کو فخر کے ساتھ پیش نہ کریں بلکہ عاجزی اور انکساری کے ساتھ ڈرتے ڈرتے پیش کریں اور دنیا کی طرف نگاہ ڈالیں کہ اس دنیا میں بھی یہی ہوتا چلا آیا ہے اور آج بھی یہی ہوتا ہے کہ بعض دفعہ بڑے بڑے امیر، بڑے بڑے دولتمند اچانک ایسے مصائب کا اور حوادث کا شکار ہو جاتے ہیں کہ کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ ساری دولتیں مٹ جاتی ہیں۔ جو کچھ کمائی تھی وہ سب ختم ہو گئی تو اگر دنیا کی دولتیں محفوظ نہیں ہیں تو روحانی دولت بھی ان معنوں میں محفوظ نہیں ہے۔ اگر کوئی بلا پڑے گی تو بلا اُن نعمتوں کو تباہ بھی کر سکتی ہے۔ اسلئے دعا ہی کے ذریعے ان نعمتوں کی حفاظت کی مدد مانگنی چاہیئے۔ (ـــ) اے خدا مجھے بھی بخش دے میرے والدین کو بھی۔ یہاں توازن پیدا کیا گیا ہے اور اولاد کے لئے جو دعا مانگی گئی تو اسکے مقابل پر فرمایا والدین کو بھی یاد رکھا کرو۔ والدین کے لئے بھی دعا کیا کرو (میرے والدین کو بھی بخش) میں نماز کے قیام کی دعا نہیں کیونکہ وہ فوت ہو چکے ہیں اور اکثر صورتوں میں ہو چکے ہوتے ہیں یا بعض صورتوں میں فوت ہو چکے ہوتے ہیں اسلئے والدین کے لئے قیام نماز کی دعا نہیں ملے گی بلکہ بخشش کی دعا ملے گی (ـــ) اور مومنوں کے لئے بھی (ـــ) جس دن حساب کتاب کیا جائے۔

یہ ایک ایسا مضمون ہے جس کے متعلق آئندہ کبھی گفتگو کی ضرورت پیش آئے گی کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے والد کے لئے جو دعا کی تھی جسکے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اسکو خصوصی اجازت دی گئی تھی تو اسکے بعد پھر اس دعا کا کیا مطلب ہے کہ (ـــ) میرے والدین کے لئے بھی۔ کیا یہ وہی دعا ہے اور اسکے بعد خدا نے منع فرمایا یا یہ دعا کوئی اور مفہوم رکھتی ہے اور اسی طرح حضرت نوحؑ کی دعا بھی ہمیں انہی لفظوں میں ملتی ہے کہ (ـــ) مجھے بھی بخش دے اور میرے والدین کو بھی بخش دے اور ایک جگہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس نبی یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور ان کے ماننے والوں کے لئے یہ جائز قرار نہیں دیا (ـــ) کہ خواہ وہ اقرباء ہی کیوں نہ ہوں۔ یعنی صرف والدین کا ذکر نہیں۔ دوسرے اقرباء بھی شامل ہیں کہ اگر وہ مشرک ہوں تو اُن کے لئے استغفار نہیں کرنا۔ تو یہ ایک ایسا مضمون ہے جو بعض دفعہ بعض دوست پوچھتے بھی ہیں کہ اب نماز میں ہم یہ دعا پڑھتے ہیں۔ ہندوؤں سے اگر کوئی مسلمان ہوا ہو اور اس کے والدین مشرک ہوں تو کیا وہ نماز میں وہ دعا نہیں پڑھے گا اور پھر سوال یہ ہے کہ کیا صحابہؓ یہ دعا نہیں پڑھا کرتے تھے۔ جن میں سے اکثر کے والدین مشرکین تھے تو یہ ایک مزید تحقیق طلب مضمون ہے اس کے کچھ حصوں پر تو میں نے نظر ڈالی ہے۔ اور کچھ مفہوم سمجھ آیا ہے لیکن ابھی مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔ آئندہ کسی وقت (اللہ نے چاہا تو) آپ کے سامنے یہ مضمون پیش کروں گا۔ باقی (اللہ نے چاہا تو) آئندہ۔ کیونکہ اب وقت زیادہ ہو چکا ہے۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضورِ انور نے فرمایا:

یہ خطبہ حسبِ سابق ماریشس اور جاپان کی جماعت بھی براہِ راست سن رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہمت بھی عطا فرمائے۔ بہترین جزاء دے اور توفیق بخشے۔ بےحد خرچ ہوتا ہے مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ بیچارے کس طرح مسلسل برداشت کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے رزق میں بہت برکت دے اور خدا کی خاطر جو یہ قربانی کر رہے ہیں۔ اسکی بہترین جزاء عطا فرمائے اس کے علاوہ انگلستان کی جماعتیں ساؤتھ آل، کرائیڈن، ہنسلو، البرٹ لنڈن، مانچسٹر، جلنگھم بھی ساتھ شامل ہو چکی ہیں۔

ایک اپیل

اب ایک مختصر سی اپیل کرنی ہے۔ افریقہ میں جو غربت ہے اور جو فاقہ کشی ہے اس پر بعض دفعہ حوادث کے ذریعے تکالیف میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ پچھلی تحریک پر جماعت نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے عام حالات میں جو توقع تھی اس سے بہت بڑھ کر قربانی کا مظاہرہ فرمایا اور ان کا جو روپیہ ہے وہ (اللہ نے چاہا تو) بہترین رنگ میں بھوکوں کو کھانا کھلانے میں استعمال ہوگا۔ کچھ ہو رہا ہے اور آئندہ ہم تجویز کر رہے ہیں کہ کسطرح بہتر نتائج حاصل کئے جائیں۔ لائبیریا سے چونکہ بہت سے مہاجرین غانا، نائیجیریا اور سیرالیون پہنچے تھے اور وہاں کیمپوں میں ان کی حالت بہت بُری ہے اسلئے وہاں میں نے ہدایت کی تھی کہ خدام الاحمدیہ وغیرہ دوسری تنظیمیں امیر کے ماتحت منظم پروگرام بنا کر اُن کی خدمت کریں۔ ان کی طرف سے اب مطالبے آئے ہیں کہ ہمیں یہ یہ چیزیں چاہئیں یعنی محض روپیہ کافی نہیں ہے بلکہ بعض اجناس چاہئیں۔ کچھ ادویہ کی ضرورت ہے وہ ہم (اللہ نے چاہا تو) مہیا کر رہے ہیں۔ جہاں جہاں احمدی میڈیکل ایسوسی ایشنز پہلے بھی ایسے کارِ خیر میں حصہ لیتی ہیں ان کو میں مطلع کرتا ہوں کہ جب دوائیوں کی فہرستیں آئیں گی تو ہم ان کو بھجوائیں گے تو وہ کوشش کریں اور اپنے طور پر بھی اندازہ لگا کر کہ پتہ ہی ہے کہ اس علاقے میں کیسی کیسی بیماریاں ہوتی ہیں جو دوائیں بھی مہیا کر سکتے ہیں وہ مہیا کریں۔ دوسرا وہ کہتے ہیں کپڑوں کی بہت تکلیف ہے چھوٹے بچے عورتیں وغیرہ بہت بُرے حال میں ہیں لیکن بہت گرم کپڑے نہیں چاہئیں بلکہ ٹھنڈے یا درمیانے کپڑے چاہئیں تو آپ کے گھروں میں یعنی یورپ اور امریکہ کینیڈا وغیرہ کی جماعتوں میں جہاں ایسے زائد کپڑے ہوں وہ ضرور پیش کریں کیونکہ یہاں سے ہم آسانی سے بھجوا سکتے ہیں اور یہ انتظام انصاراللہ اور خدام اور لجنہ مل کر کر سکتے ہیں یا ہر ملک کے امیر کا کام ہے وہ دیکھ لے۔ اگر کسی ایک مجلس کے سپرد کرنا چاہے تو اس کے سپرد کر دے۔ بحیثیت جماعت کرنا چاہے تو بحیثیت جماعت کروائے مگر مستعدی سے کام ہونا چاہیئے۔ جو کپڑے پیش کرنے والے ہیں وہ اس بات کا خیال کریں کہ یہ ہیں تو بہت غریب اور بہت ضرورتمند لوگ لیکن چونکہ ہم اصل میں ان کو پیش نہیں کر رہے بلکہ خدا کے حضور پیش کر رہے ہیں۔ اسلئے گندے کپڑے جسطرح وہ پنجابی میں کہتے ہیں ناں "گُجّی" سے نکلے ہوئے ان میں بل پڑے ہوئے، اُبرے حال، اسطرح نہ دیں کہ بدبوئیں بھی چھٹی ہوئی ہوں۔ دھو کر صاف ستھرے کر کے جسطرح آپ اپنے بچوں کو پہنائیں اور شرم محسوس نہ کریں اس طرح کپڑوں کی حالت کر کے پھر پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ جماعت کی اس قربانی کو قبول فرمائے اور ہمیں بنی نوع انسان کے دکھ بانٹنے اور ان میں سکھ پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔ ٭٭٭

مطالباتِ تحریکِ جدید

- ○ — اپنی اولاد کو دین کے لئے وقف کریں۔
- ○ — پنشنر اصحاب اپنے آپ کو خدمتِ دین کے لئے پیش کریں۔
- ○ — طلباء کو تعلیم و تربیت کے لئے مرکزِ سلسلہ میں بھیجیں۔
- ○ — اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملکی خبریں

○ وزیراعظم نے کہا ہے کہ یہ غلط فہمی دور کر لی جائے کہ پاکستان کشمیر کے حریت پسندوں کو ٹریننگ دے رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم دہشت گردی کی مدد کر رہے ہیں نہ آئندہ کریں گے۔ پاکستان اور بھارت میں سے کوئی بھی محاذ آرائی کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

○ خان عبدالولی خان نے کہا ہے کہ مارشل لاء کی افواہیں محض پروپیگنڈہ ہے موجودہ حکومت اپنی مدت پوری کرے گی۔ انہوں نے کہا کہ فوج کو مداخلت کی دعوت دینے والے سیاستدان غلط کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ شریعت بل عوام کو دھوکہ دینے کی کوشش ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ۳۰/۲۵ لاکھ مزید افغان مہاجر ہمارے گلے پڑنے والے ہیں۔ اب ہمیں اس "فوج" سے جہاد کرنا پڑے گا۔

○ آزاد کشمیر کے انتخابات میں آل جموں کشمیر مسلم کانفرنس نے اپنے امیدواروں کا اعلان کر دیا ہے۔

○ ایران ترکی اور پاکستان نے ایک مشترکہ معاہدہ پر دستخط کئے ہیں جس کے تحت تینوں ملک آپس کی تجارت میں کسٹم پر چھوٹ دیں گے۔

○ پنجاب حکومت نے نومبر میں بلدیاتی انتخابات کرانے کے لئے تیاریاں کرنے کی ہدایات جاری کر دی ہیں۔

○ پاکستان کے لئے امریکی امداد کی بحالی کے امکانات مزید کم ہو گئے ہیں۔

○ پاکستانی کرکٹ ٹیم کے سابق کپتان اور پنجاب اسمبلی میں پیپلز پارٹی کے سابق رکن مسٹر عبدالحفیظ کاردار کو سوئٹزرلینڈ میں پاکستان کا سفیر مقرر کر دیا گیا ہے۔

○ سندھ کے ڈاکوؤں نے عین وقت پر چینی انجینئروں کی رہائی کا ارادہ بدل دیا جنگل کے باہر بھاری پولیس دیکھ کر ڈاکوؤں پر مسلح آپریشن کا خوف طاری ہو گیا اور وہ اغوا شدگان کو واپس جنگل میں لے گئے۔

○ اقوام متحدہ کے خصوصی ادارہ برائے ترقی کے سینئر رکن ڈاکٹر گراہم پیاٹ نے کہا ہے کہ غیر ملکی سرمایہ کے لئے پاکستان میں حالات ٹھیک نہیں ہیں۔

○ صوابی کی ضلعی انتظامیہ نے دفعہ ۱۴۴ کے تحت صنعتکاروں کو اپنی مشینری گدون کے علاقے سے ہٹانے سے روک دیا ہے۔

○ جمیعت العلمائے پاکستان کے حافظ حسین احمد نے کہا ہے کہ امریکی سفیر کو ناپسندیدہ شخصیت قرار دے کر ملک سے نکالا جائے۔

غیر ملکی خبریں

○ بھارت کے سابق وزیراعظم مسٹر راجیو گاندھی کی آخری رسومات جمعہ کی بعد دوپہر دہلی میں ادا کی گئیں۔ آنجہانی کے بیٹے راہول نے ہندو مذہب کی روایات کے مطابق اپنے باپ کی چتا کو آگ دکھائی قومی پرچم میں لپٹی ہوئی میت کو توپ گاڑی میں رکھ کر سرکاری اعزاز کے ساتھ لایا گیا۔ راجیو کی آخری رسومات میں جو عالمی لیڈر موجود تھے ان میں پاکستان کے وزیراعظم پاکستان کی قائد حزب اختلاف محترمہ بے نظیر بھٹو، امریکہ کے نائب صدر، بنگلہ دیش کی وزیراعظم، افغان حکومت کے سربراہ ڈاکٹر نجیب، فلسطینی لیڈر یاسر عرفات، برطانیہ کے ولی عہد شہزادہ چارلس، روسی نائب صدر، اور چینی نائب وزیراعظم سمیت اہم اعلیٰ شخصیات موجود تھیں۔

○ راجیو گاندھی کی آخری رسومات پر بھارت میں تشدد کی نئی لہر پیدا ہو گئی۔ کلکتہ میں بم کا دھماکہ ہوا، تامل ناڈو میں پولیس اور مظاہرین میں تصادم ہو گیا۔ ۱۰ افراد زخمی ہو گئے۔

○ مقبوضہ کشمیر کے شہر اننت ناگ میں راجیو گاندھی کی وفات پر ہڑتال نہ کرنے کے جرم میں بھارتی فوج نے کشمیری مسلمانوں کے ۴۵، مکانات اور ۳۰، دکانیں نذر آتش کر دیں۔

○ بعض ذرائع نے اس شک کا اظہار کیا ہے کہ راجیو گاندھی کو بم مار کر ہلاک کرنے والی ایک عورت تھی جس نے اپنی کمر کے گرد باندھی ہوئی پیٹی میں بم باندھ رکھا تھا۔ جو یا تو ریموٹ کنٹرول سے چلایا گیا یا اس عورت نے خود چلایا اور اپنی جان دے کر راجیو کو بھی زندگی سے محروم کر دیا۔ یہ عورت راجیو کے سامنے آ کر ان کے پاؤں چھونے کے لئے جھکی اور ساتھ ہی بم کا زبردست دھماکہ ہو گیا۔

○ افغانستان میں عبوری حکومت کا خاتمہ ہو گیا ہے مولوی مجددی، مولوی نبی محمد اور پیر احمد گیلانی نے علیحدہ ہو کر نیا اتحاد بنا لیا ہے۔

○ صدر بش نے کہا ہے کہ وزیر خارجہ مسٹر بیکر ٹھیک کہتے ہیں کہ اسرائیل مقبوضہ علاقوں میں یہودیوں کی نئی بستیاں آباد نہ کرے۔

درخواست دعا: مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب گلشن اقبال کراچی کا گردے میں پتھری کا اپریشن ہوا ہے۔ اپریشن کے دوران ہی ہارٹ اٹیک کی تکلیف ہو گئی۔ لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے طبیعت سنبھل گئی ہے۔

احباب ان کی کامل شفایابی کے لئے دعا کریں۔

ذیابیطس کے مریض

○ ننگے پاؤں چلنے سے گریز کریں۔
○ جوتے نہ زیادہ تنگ ہوں نہ ہی ڈھیلے ہوں۔
○ پاؤں کے چھالوں کو پن یا سوئی سے نہ کریدیں۔
○ ناخن احتیاط سے سیدھے کاٹیں۔
○ اپنے پاؤں کا وقتاً فوقتاً معائنہ کراتے رہیں۔
○ ڈاکٹر کے مشورے سے اپنے پاؤں پر تیل یا مرہم لگاتے رہیں تاکہ یہ سوکھنے نہ پائیں۔
○ پاؤں دھونے کے بعد اچھی طرح خشک کریں۔
○ پاؤں کو روزانہ دھوئیں۔

روزنامہ **الفضل** ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس، ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی۔ ربوہ
قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے

کامیاب علاج ہمدردانہ مشورہ

تبخیر معدہ، پرانی خارش و چنبل، خونی و بادی بواسیر، دائمی نزلہ و زکام، ذیابیطس، کالی کھانسی، دمہ، مرض اٹھرا اور

بے اولاد مردوں اور عورتوں کا کامیاب علاج

بیرونجات کے مریض اپنے حالات لکھ کر دوا منگوا سکتے ہیں

مردانہ و زنانہ خاص امراض کیلئے پرچہ تشخیص و تجویز خط لکھ کر منگوایا جا سکتا ہے

NASIR ناصر

مطب ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ

پوسٹ بکس ۶۰ ۔۔۔ فون: ۵۳۴، ۶۳۴

• نرینہ اولاد سے محروم • بے اولاد • اٹھراء • سوکھا • گرمی • گیس کا علاج کرنیوالے

سنہ ۱۹۱۱ء سے مصروف خدمت

مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)

چوک گھنٹہ گھر۔ گوجرانوالہ
پوسٹ بکس ۱۹۰
فون ۷۴۸۴۴ / ۷۶۴۹۷ ۔۰۴۳۱

زیر نگرانی: **حکیم عبدالحمید اعوان** ابن **حکیم نظام جان**

برانچیں:۔ ربوہ: اقصیٰ چوک نزد لیڈ بکس، ملتان: نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ، لاہور: جوہر ٹاؤن فیز I بالمقابل مسجد چک مزنگ نزد آخری سٹاپ ممتاز مارکیٹ وفاقی کالونی نیو کیمپس روڈ، چوک قلعہ کالروالہ: تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ، کراچی: محمود آباد ۳ نزد شبینہ ڈاکخانہ۔

خواتین کیلئے انتظام کیساتھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قابل فروخت

غلّہ منڈی دارالرحمت میں رہائشی اور کمرشل ضروریات کیلئے ایک باموقعہ مکان۔ انعام منزل ۱۰/۱۳ رقبہ ایک کنال ساڑھے چار مرلے۔ کونے کا پلاٹ۔ دوطرف سڑک۔ بجلی۔ سوئی گیس اور پانی کے دو دو کنکشن۔ مسقف رقبہ ۲۷۰۰ مربع فٹ۔ دکانوں کا نقشہ منظور شدہ۔ دو رہائشی سیٹ۔

رابطہ کیلئے: سیّد عبدالحی کوارٹرز انجمن ۷۱ ۔ ربوہ

الشفیق ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر ربوہ

قائم شدہ ۱۹۷۸ء — پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن لاہور سے منظور شدہ — فون نمبر ۵۹۲

کلاسیں صبح و شام — بیکار نہ رہیئے ہنر سیکھئے

داخلہ جاری ہے

ریفریجریشن اینڈ ایئر کنڈیشنگ ۔ الیکٹریشن

داخلہ کے لئے تعلیم مڈل / میٹرک

مدّت کورسز ۶ ماہ (۳۰۰ گھنٹے)

امتحان حکومت لیتی ہے۔ اور وہی سند جاری کرتی ہے۔

کلاسیں ۹۱-۶-۱ سے شروع ہونگی

زرعی اراضی برائے فروخت

ساڑھے چار ایکڑ زرعی اراضی فروخت کرنی مقصود ہے۔ رقبہ برلب سڑک ۔ساہیوال روڈ۔ ربوہ سے تقریباً چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ پانی گورنمنٹ ٹیوب ویل سے ملتا ہے۔ قبضہ تکمیل سودا پر فوری۔ خواہشمند احباب درج ذیل پتہ پر رابطہ کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) عبدالحمید شرما

۱۸/۱۷ ۔ دارالرحمت وسطی ۔ ربوہ

ٹیلیفون نمبر ۔۔۔۔ ۸۲۰

حسان فوم سنٹر

خدمت میں پیش پیش

(ربوہ میں واحد بااختیار ڈیلر) ریلوے روڈ۔ ربوہ

ڈائمنڈ انڈسٹریز پرائیویٹ لمیٹڈ

اب ہمارے ہاں اولمپیا کارپٹس کی تمام ورائٹی آرڈر پر دستیاب ہے۔ ۳۰۔ جون تک فٹنگ سروس فری۔

نیز پرانے صوفوں کی دیدہ زیب اور پائیدار پوشش کی سہولت بھی موجود ہے۔

اٹھراء کی گولیاں | نرینہ اولاد کیپسولز

نرینہ اولاد سے محروم حضرات، مرض اٹھراء کی شکار دکھی عورتوں کیلئے اُمید کی کرن

بفضلِ تعالیٰ لڑکا پیدا ہوتا ہے

تبخیر معدہ کیلئے مفید گولیاں **ایچ ۔کے۔ این** گیس، سینہ کی جلن اور نظام ہضم کی درستی کیلئے بے مثل

طاقت کا سرچشمہ **گولڈن پلز** پٹھوں کی کمزوری اور اعضائے رئیسہ کے لئے بے حد مقوّی آزمودہ

دواخانہ محافظ صحت مشہور زمانہ حکیم نظام جان کے فرزند حکیم عطاء الرحمٰن علوی (رجسٹرڈ) اینڈ سنز۔ گول چوک۔ اوکاڑہ۔ برانچ: کوٹ نہال سنگھ گلی ۱۲ مکان ۱۲ مین سٹریٹ اوکاڑہ

الحمد جیولرز

طلائی و نقرئی زیورات کی معیاری دوکان

اقصیٰ روڈ۔ ربوہ

پنکھے ۔ یونس فین ۔ فائیوسٹار فین

حسن ٹریڈرز فون ۴۵۴ — **عظیم فین**

مکان برائے فروخت

ایک عدد مکان رقبہ دس مرلے واقع فیکٹری ایریا۔ ربوہ قابلِ فروخت ہے۔ مکانیت: چار کمرے ایک ہال کمرہ۔ برآمدہ۔ کچن اور دو باتھ روم۔ صحن۔

رابطہ کیلئے: عبدالاکبر و نوید انجم

مکان نمبر ۹/۱۸۱ فیکٹری ایریا۔ ربوہ

فون نمبر ۔۔۔۔ ۸۳۴

ضرورت سٹاف

ہمیں اپنی کمپنی واقع لاہور کیلئے مندرجہ ذیل سٹاف کی ضرورت ہے۔ درخواستیں اپنے حلقہ کے مربی صاحبان یا امیر صاحبان حلقہ کی تصدیق کے ساتھ بھجوائیں۔

چوکیداران: ۲ سپروائزر: ۱

تنخواہ قابلیت اور تجربہ کے مطابق دی جائیگی

ایسٹ ویسٹ انٹرپرائزز لمیٹڈ ۔ ہل ویو ہوٹل اینڈ آرکیڈ ۵ ڈیوس روڈ۔ لاہور

صاحب اولاد

اپنے پھول سے بچوں کی صحت اور نشوونما کا خاص خیال رکھیں۔ اگر کسی قسم کی کمزوری ہو تو مندرجہ ذیل ادویات سے انتخاب کریں۔

BABY TONIC	10/-	۔ بے بی ٹانک (دودھ پیتے بچوں کیلئے)
BABY GROWTH COURSE	30/-	۔ بے بی گروتھ کورس (دس سال تک کے بچوں کیلئے)
BODY BUILDING COURSE	100/-	۔ کمزوری جسم کورس (نوجوانوں کیلئے)
DWARFISHNESS COURSE	100/-	۔ چھوٹا قد کورس (۵ سے ۲۰ سال تک کی عمر کیلئے)
BED URINE COURSE	35/-	۔ بول بستری کورس
MITI CHOUR COURSE	20/-	۔ مٹی چھوڑ کورس
MARASMAS COURSE	50/-	۔ سوکھا پن کورس (بچوں کا)
SLOW DENTITION CURE	20/-	۔ آہستہ دانت نکالنا کیور
IRREGULAR TEETH CURE	20/-	۔ بے ترتیب دانت کیور

ڈاکٹرز اور سٹاکسٹس کے لئے معقول کمیشن

مندرجہ ذیل سٹاکسٹس سے خرید فرمائیں یا براہِ راست بذریعہ ڈاک ہم سے منگوائیں

تین صد یا زائد کے آرڈر پر ڈاک خرچ بذمہ کمپنی

۔ لاہور:۔ کیور یٹو سٹورز اچھرہ شاپنگ سنٹر۔ اچھرہ ۔ فیصل آباد:۔ کریم میڈیکل ہال۔ گول امین پور بازار ۔ راولپنڈی:۔ شبیر میڈیکوز بالمقابل کنٹونمنٹ ہسپتال صدر ۔ پشاور: ڈاکٹر عبدالرحمٰن معصوم۔ معصوم اینڈ سنز کیمسٹ شیخ آباد نمبر 1 ۔ کوئٹہ:۔ ہومیو بیٹھک ڈاکٹر بشارت احمد۔ دکان نمبر ۲۴ خوجک روڈ پشین اڈہ ۔ ملتان:۔ ہومیو ڈاکٹر الطاف حسین ملک۔ صدر بازار ۔ کراچی:۔ صدر میڈیکل سٹور بالمقابل ایمپریس مارکیٹ صدر کراچی ۔ حیدر آباد:۔ ابن سینا میڈیکل سٹور گاڑی کھاتہ ۔ سیالکوٹ: ڈان ڈرگ ہاؤس ریلوے روڈ ۔ گوجرانوالہ:۔ کیور یٹو میڈیسن سروسز گلی حاجی عبدالعزیز۔ باغبانپورہ۔

کیور یٹو میڈیسن کمپنی ربوہ (ڈاکٹر راجہ ہومیو) رجسٹرڈ

فون ۔۔۔۔ ۷۷۱، ۶۰۶

احمدی جنتری

مرتبہ۔ شیخ عبدالماجد

قیمت۔/۱۲ روپے۔ کراچی۔ اسلام آباد۔ لاہور (دارالذکر۔ سمن آباد۔ ماڈل ٹاؤن) حیدر آباد۔ فیصل آباد۔ راولپنڈی (دیروز جمعہ)

دواخانہ حکیم نظام جان

قدیمی ۔ اوّلین ۔ شہرہ آفاق

سنہ ۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام

چوک گھنٹہ گھر۔ گوجرانوالہ فون ۷۳۹۹۷

برانچیں

- کراچی: فون: ۴۱۳۲۵۱
- لاہور: 1-D-3 گلشن راوی
- ملتان: چوک جان محمد معصوم شاہ روڈ
- منڈی بہاوالدین: بالمقابل شاہ تاج شوگر مل
- رحیم یار خان: فون: ۴۷۹۹
- ربوہ: اقصیٰ چوک کالج روڈ۔ فون نمبر ۵۵۸

اعلان تعطیل

یوم قدرت ثانیہ کے سلسلے میں روزنامہ الفضل کا دفتر ۲۷۔ مئی ۱۹۹۱ء کو بند رہے گا۔ لہٰذا ۲۸ مئی کا پرچہ شائع نہیں ہوگا۔ قارئین کرام اور ایجنٹ حضرات نوٹ فرمائیں۔

(مینیجر)